رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
Regd L. No 5254
بسم اللہ الرحمن الرحیم

یوم ۔ چہارشنبہ ۳۰ ر شوال ۱۳۷۳ھ

جلد ۴۳/۸ ۳۰ رماہ احسان ۱۳۳۳ ہش ۔ ۳۰ رجون ۱۹۵۴ء نمبر ۸۹

برآمد بڑھانے کی نئی سکیم پر عمل درآمد شروع ہوگیا

اس سکیم کا مقصد پاکستانی اشیاء کی برآمد کے راستے میں حائل ہونے والی رکاوٹوں کو دور کرنا ہے

کراچی ۲۹ رجون ۔ آج سے برآمد بڑھانے کی نئی سکیم پر عمل درآمد شروع ہوگیا ۔ اس سکیم کے تحت درآمد کرنے والوں کو برآمد کی آمدنی کی تیس فیصدی کی مالیت کا سامان درآمد کرنے کی اجازت ہوگی ۔ چھوٹے پیمانہ پر برآمد کرنے والے تاجروں کے لئے یہ سہولت رکھی گئی ہے کہ وہ مختلف موقعوں پر اپنی آمدنی یکجا کرکے لائسنس حاصل کرلیں لیکن ایک تاجر کا حصہ پانچ ہزار روپے سے کم نہ ہو۔ اس سکیم کا اعلان پہلے سے کیا جاچکا ہے ۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ پاکستانی اشیاء کی برآمد کے راستے میں جو رکاوٹیں حائل ہیں ان کو دور کیا جائے ۔ اس سکیم کے تحت بہت سی چیزیں برآمد کی جاسکیں گی ۔ اور بیرونی منڈیوں میں پاکستان کا مال بیچنے کا اچھا موقعہ مل جائے گا ۔ تاجروں کو ہدایت کی گئی ہے ۔ کہ وہ برآمد کے لائسنسوں کے لئے ۱۹ جولائی تک درخواستیں بھیجدیں ؛

حکومت سندھ پچاس ہزار ٹن گیہوں براہ راست

— کاشتکاروں سے خریدے گی —

کراچی ۲۹ رجون ۔ حکومت سندھ نے پچاس ہزار ٹن گیہوں براہ راست کاشتکاروں سے خریدنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ اس غرض کے لئے کراچی اور صوبے کے پانچ دوسرے مقامات پر سرکاری ڈپو قائم کئے جائیں گے ۔ جو گندم خریدنے کا کام کریں گے ۔ کراچی کا سرکاری ڈپو ۲۵ ہزار ٹن گیہوں خریدے گا ۔ اور دوسرے پانچ ڈپو پانچ پانچ ہزار ٹن ۔ یہ قدم کاشتکاروں کی مدد کے لئے اٹھایا گیا ہے ۔ کیونکہ صوبہ میں گیہوں کی قیمتیں گر رہی ہیں ۔ اور حکومت کے منظور شدہ ایجنٹوں نے کئی مقامات پر گیہوں خریدنے کا کام بھی شروع نہیں کیا ۔ ان ڈپوؤں پر ۹ روپے ۵ ر من کے حساب سے گیہوں خریدا جائے گا ۔

گوائٹے مالا کی متوازی حکومت کا نئی حکومت کو الٹی میٹم

گوائٹے مالا ۲۹ جون ۔ گوائٹے مالا کی متوازی حکومت کے صدر جنرل ارماس نے ملک کی نئی حکومت کو غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈالنے کا الٹی میٹم دے دیا ہے ۔ گوائٹے مالا شہر پر بمباری کے بعد متوازی حکومت کی طرف سے نئی حکومت کو خبردار کیا گیا ۔ کہ اگر غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈالنے کا مطالبہ نہ مانا گیا ۔ تو یہ مجرمانہ حرکت ہوگی ۔ اور اس کے خلاف سخت کارروائی کی جائے گی ۔ اور نئی حکومت نے ملک میں عام معافی کا اعلان کردیا ہے ۔ اس اعلان کے تحت تمام سیاسی قیدی رہا کردیئے جائیں گے ۔ اور جو لوگ سیاسی وجوہ کی بنا پر ملک سے باہر نکال دیئے گئے تھے ۔ یا خود ہی باہر چلے گئے تھے . . . . انہیں واپس بلا لیا جائے گا ؛

سوئی گیس پائپ لائن خیرپور سے بھی گزرے گی

کراچی ۲۹ رجون ۔ معلوم ہوا ہے ۔ کہ سوئی گیس کی پائپ لائن ریاست خیرپور سے بھی گزرے گی ۔ اس غرض کے لئے زمین حاصل کرنے کے لئے حکومت خیرپور اور سوئی گیس ٹرانسمیشن کمپنی میں سمجھوتہ ہوگیا ہے ۔

چو این لائی اور وزیر اعظم برما کے درمیان ملاقات

رنگون ۲۹ جون ۔ کل رات چین کے وزیر اعظم مسٹر چو این لائی اور برما کے وزیر اعظم میں پہلی ملاقات ہوئی ۔ ملاقات آج بھی جاری رہی ۔ مسٹر چو این لائی آج رات رنگون سے پیکنگ روانہ ہونے والے ہیں ؛

ہندچینی میں جنگ بند کرنے کے متعلق بات چیت ملتوی ہوگئی ۔

ہنوئی ۲۹ رجون ہندچینی میں جنگ بند کرنے کے لئے فرانسیسی اور ویٹ منہ کمانڈوں کے درمیان جو بات چیت کل شروع ہونے والی تھی وہ ملتوی ہوگئی ہے ۔ کیونکہ فرانسیسی وفد کے بارہ میں جو سمجھوتہ جنیوا میں ہوا تھا اسکے مطابق فرانسیسی وفد نہیں بنایا گیا ۔ اب وفد پیرس میں حکومت کے ارکان سے مشورہ کررہا ہے کہ اب کیا کرنا چاہیئے ۔ آئندہ بات چیت شروع ہونے کی کوئی تاریخ مقرر نہیں کی گئی ؛

پاکستان کے چیف جسٹس محمد منیر نے اپنے عہدہ کا حلف اٹھالیا

ایبٹ آباد ۲۹ جون ۔ پاکستان کے چیف جسٹس مسٹر محمد منیر نے آج حلف اٹھایا ۔ حلف اٹھانے کی رسم ایبٹ آباد سے ۳ میل دور نتھیا گلی کے شہر میں ادا کی گئی ۔ چیف جسٹس سے گورنر جنرل مسٹر غلام محمد نے حلف لیا ۔ حلف نامے پر پہلے مسٹر محمد منیر اور پھر مسٹر غلام محمد نے دستخط کئے ۔ اس موقعہ پر گورنر صوبہ سرحد خواجہ شہاب الدین بلوچستان میں گورنر جنرل کے ایجنٹ مسٹر قربان علی خاں وزیر داخلہ مسٹر مشتاق احمد گورمانی ۔ وزیر اعظم سرحد سردار عبدالرشید اور ان کی کابینہ کے وزیر موجود تھے

پنجاب ہائی کورٹ کے قائمقام چیف جسٹس ۔ جسٹس ایس ۔ اے رحمان کا تقرر

ایبٹ آباد ۲۹ رجون ۔ گورنر جنرل پاکستان نے جسٹس ایس ۔ اے رحمان کو پنجاب ہائی کورٹ کا قائم مقام چیف جسٹس مقرر کیا ہے ۔ جسٹس محمد منیر کے پاکستان کے چیف جسٹس مقرر ہونے کے بعد یہ جگہ خالی ہوئی تھی ؛

کرنافلی پیپر ملز میں گودا بھی تیار ہونے لگا

ڈھاکہ ۲۹ رجولائی ۔ معلوم ہوا ہے کہ کرنافلی پیپر ملز میں تجربہ کے طور پر گودا بنایا جارہا ہے ۔ اب تک کاغذ باہر سے آئے ہوئے گودے سے بنایا جاتا تھا ۔ لیکن اب پاکستانی بانس کے گودے سے پیپر ملز کی تمام ضروریات پوری ہوجائیں گی ۔ آجکل مل میں پچپن ٹن کاغذ روزانہ تیار کیا جاتا ہے ۔ لیکن تیسری مشین لگ جانے کے بعد سو ٹن کاغذ روزانہ تیار ہونے لگے گا ۔ مشین کے لگنے کا کام اگست کے آخر تک مکمل ہوجائیگا

روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ بس سروس کا نیا مرکزی سٹیشن

لاہور ۲۹ جون ۔ پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ بورڈ کی بس سروس کے لئے ایک نیا مرکزی سٹیشن بنانے کے متعلق سکیم مکمل ہوچکی ہے ۔ یہ سٹیشن لاہور ریلوے سٹیشن کے سامنے کوئی ساڑھے چار لاکھ روپے سے تیار ہوگا ۔ یہ اسٹیشن ایک جدید ترین طرز کی سہ منزلہ عمارت کی پہلی منزل میں ہوگا ۔ اور اس میں پلیٹ فارم کئی قسم کی شاپیں اور ایک ریسٹورنٹ ہوگا ۔ یہ سٹیشن نیویارک کے نئے مین ہٹن بس سٹیشن کی طرز پر بنایا جائے گا ۔ پی ۔ ڈبلیو ۔ آر انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ نے بورڈ کی طرف سے تعمیر کا کام سنبھالنا منظور کرلیا ہے ۔

لاہور کا موسم

لاہور ۲۹ جون ۔ آج لاہور کا زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت ۱۱۵ء۱ اور کم سے کم درجہ حرارت ۸۷ء۴ تھا ۔ لاہور میں پاکستان میں دوسرے درجہ پر گرمی پڑی ۔ سب سے زیادہ گرمی سبی میں پڑی ۔ یہاں کا درجہ حرارت ۱۱۶ تھا ؛

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے انتفاق پریس میں طبع کرا کر ۲۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر

چندہ جات لازمی کی وصولی میں تشویشناک کمی

(از مکرم خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا جب ذکر ہو تو ہر مسلمان اپنے دل میں حسرت سے یہ کہتا ہے۔ کہ کاش میں بھی اس زمانہ میں ہوتا تو مظلومیت کی تائید اور اسلام کی نصرت کے لئے صحابہ رضوان اللہ علیہم کی عدیم المثال قربانیوں میں حصہ لے کر زندہ جاوید ہو جاتا احمدی احباب جانتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے اسلام کی خاطر قربانیوں کا دروازہ اب پھر کھل گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اس زمانہ میں کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکے گا کہ اسے دین کیلئے قربانیوں کا موقعہ نہیں ملا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت سلسلہ احمدیہ کے اولین خدام نے نہایت اعلےٰ درجہ کی قربانیوں کا نمونہ پیش کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح اولؓ کی دینی خدمات کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"۔۔۔۔ میں ان کی بعض دینی خدمتوں کو جو اپنے مال حلال کے خرچ سے اعلاء کلمۂ اسلام کیلئے وہ کر رہے ہیں ہمیشہ حسرت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ کہ کاش وہ خدمتیں مجھ سے بھی ادا ہو سکتیں۔۔۔۔ وہ محبت اور اخلاص کے جذبۂ کاملہ سے چاہتے ہیں کہ سب کچھ یہاں تک کہ اپنے اہل و عیال کی زندگی بسر کرنے کی ضروری چیزیں بھی اسی راہ میں فدا کر دیں۔۔۔۔۔۔" (فتح اسلام)

اس میں کوئی شک نہیں کہ جماعت نے مجموعی لحاظ سے مالی قربانیوں کا ایک اعلیٰ معیار قائم کیا ہے۔ مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ معتدبہ ایسے احمدی ہیں جو بے شرح اور بے قاعدہ چندہ دینے کے علاوہ بقایا دار ہیں۔ اور ایک خاصی تعداد نادہندگان کی بھی ہے امراء اور عہدیداران مال سے توقع تھی کہ سال رواں میں وہ چندوں کی تنظیم کو پہلے سے زیادہ مضبوط کرینگے اور ایسی بیداری کا ثبوت دیں گے۔ جس سے ظاہر ہو گا کہ انہیں موجودہ پُرخطر حالات کا پورا احساس ہے۔ مگر افسوس ہے کہ واقعات اس کے برعکس ہیں۔ چنانچہ سال رواں کے پونے دو ماہ گذرنے کے بعد یعنی مورخہ ۲۰/۶ تک چندہ جات لازمی کی وصولی میں بجٹ کے مقابلہ میں تقریباً تیس ہزار روپے کی کمی ہے۔ یہ حالت

"سورج گرہن کے موقعہ پر صلوٰۃ کسوف"

۳۰/۶/۵۴ کو تین چار بجے کے درمیان سورج گرہن کی خبر احباب تک پہونچ چکی ہوگی۔ اس موقعہ پر مسنون طریق یہ ہے کہ دو رکعت نماز باجماعت مسجد میں ادا کی جائے۔ جس میں قرأت بالجہر ہو اور رکوع اور سجدہ لمبا کیا جائے۔ نماز سے فارغ ہو کر امام صدقہ و خیرات اور توبہ اور رجوع الی اللہ کی نصیحت کرے۔ مقامی جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے ہاں مساجد میں نماز کسوف کا انتظام کریں۔

(ناظر تعلیم و تربیت ربوہ)

ربوہ میں ایک تقریب

مجلس خدام الاحمدیہ لاہور نے ربوہ میں بس سٹینڈ پر مسافروں کے پانی پینے کے لئے ایک نلکا لگوانے کا فیصلہ کیا تھا۔ ضروری ابتدائی انتظامات کے بعد ۲ جون کی صبح کو ۹½ بجے بورنگ کا افتتاح دعا کے ساتھ مکرم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے فرمایا۔ اس موقعہ پر مجلس مرکزیہ کے اراکین۔ مقامی مجلس ربوہ کے نمائندے اور مجلس لاہور کی مجلس عاملہ کے اراکین موجود تھے۔

اسی روز شام کو ۵½ بجے صاحبزادہ صاحب موصوف نے نلکہ چلا کر اس کا افتتاح فرمایا۔ اس موقعہ پر بھی مجلس مرکزیہ۔ مجلس ربوہ۔ مجلس لاہور کے اراکین کے علاوہ کثیر تعداد میں دوست تشریف لائے ہوئے تھے دعا کے بعد یہ تقریب ختم ہوئی۔ اس نلکہ کی بورنگ مستری محمد علی صاحب نے مفت کی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ لاہور)

تعمیراتِ سندھ کیلئے ٹنڈرز

سندھ میں سلسلہ کی تعمیرات کے لئے لیبر ریٹ پر ٹنڈرز درکار ہیں۔ عمارات پختہ اینٹ و کچی اینٹ سے تیار کی جائیں گی۔ فرش پختہ اینٹ و سیمنٹ پلستر کے ہوں گے۔ باہر ٹیپ و سیمنٹ پلستر ہو گا چھت گرڈرز و ٹی آئرن کی ہو گی۔ دروازے کھڑکیاں دیودار و کیل کی لکڑی سے تیار ہوں گے۔ جملہ تفاصیل وکیل الزراعت تحریک جدید ربوہ کے دفتر سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ ٹنڈرز کی وصولی کی آخری تاریخ ۲ جولائی ۱۹۵۴ء ہے۔ اس کے بعد کوئی ٹنڈر قبول نہ کیا جائے گا۔ یہ ضروری نہ ہو گا۔ کہ کم سے کم ٹنڈر منظور کیا جائے۔ جس ٹھیکیدار کو کام مل جائے گا۔ اس کو ایک ہفتہ کے اندر اندر موقع پر پہونچ کر کام شروع کرنا ہو گا۔ چونکہ تعمیر کے کام ایک سے زائد جگہ پر ہیں۔ اسلئے ایک سے زائد ٹھیکیداران کو کام دیئے جا سکیں گے۔ ٹھیکیدار صاحبان کو ٹنڈر میں وضاحت کرنی چاہیئے کہ وہ کتنی لیبر کا موقع پر انتظام کر سکیں گے۔

(وکیل الزراعت ربوہ)

پتہ مطلوب ہے

شیخ محمد حنیف صاحب ولد شیخ محمد اسماعیل صاحب فیروز پوری کا موجودہ ایڈریس درکار ہے۔ جو دوست ان کے ایڈریس سے آگاہ ہوں۔ وہ نظارت ہذا کو مطلع فرما دیں یا اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو اپنے ایڈریس سے اطلاع دیں

ناظر بیت المال ربوہ

حد درجہ تشویشناک ہے۔ امراء، پریذیڈنٹ صاحبان اور سیکرٹریان مال کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ وہ اپنی جماعت کے چندوں کا جائزہ لیں۔ اگر رقمیں وصول ہو چکی ہیں۔ تو روپیہ روک نہ رکھیں۔ بلکہ فوری طور پر مرکز میں روانہ کر دیں۔ اور جو بقایا دار ہیں۔ ان سے ۔۔۔۔۔۔۔۔ بقایاجات وصول کئے جائیں۔ غرضیکہ ہر جماعت اپنا بجٹ پورا کرنے کے لئے پورا زور لگائے۔ اور اپنی مساعی کی رپورٹ نظارت بیت المال کو بھجواتی رہے۔

(ناظر بیت المال)

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۳۰ احسان ۱۳۳۳ہش

امن کے نام پر

ہم نے الفضل کی ایک گذشتہ اشاعت میں لکھا تھا۔ کہ چونکہ سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی رہائی کا سوال ان کی جماعت کے لئے جذباتی قسم کا ہے۔ اس لئے اگرچہ جذبات سے بے خود ہو جانا فطری ہے مگر وہ انتہائی جوش میں حدود سے نکل جاتی ہے۔ جو اسے نہیں چاہیئے۔ چنانچہ اس امر کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے۔ کہ جب مولانا اصلاحی پر پابندی کی خبر پہنچی۔ تو روزنامہ تسنیم نے اس خبر کو پہلے صفحہ پر چھ کالمی جلی عنوان کے ماتحت اس طرح شائع کیا:۔

"گورنر پنجاب نے سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۵ کے تحت حاصل ہونے والے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے مولانا امین احسن اصلاحی امیر جماعت اسلامی پاکستان کو حکم دیا ہے کہ چھ ماہ کے لئے سارے صوبہ پنجاب میں نہ وہ کوئی ایسی تقریر کر سکتے ہیں نہ مضمون لکھ سکتے ہیں۔ نہ بیان دے سکتے ہیں۔ جس کا تعلق کسی ایسے معاملہ سے ہو۔ جو مختلف فرقوں کے درمیان منافرت یا دشمنی پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔ اور جو امن عامہ یا تحفظ عامہ کے منافی ہو۔ یہ حکم جس پر چیف سکرٹری پنجاب کے دستخط ہیں۔ آج شام مولانا اصلاحی صاحب کو دیا گیا۔ اور یہ چھ ماہ کے لئے جاری رہے گا۔

مولانا اصلاحی پر پابندی کی اطلاع سے لاہور کے سیاسی حلقوں میں سخت ہیجان پھیل گیا ہے حکومت کے اس تازہ وار کو شہری آزادیوں پر افسوسناک حملہ قرار دیا جا رہا ہے۔ اس صورت حال پر غور کرنے کے لئے سول لبرٹیز یونین پنجاب کا ایک اجلاس آج شام میاں محمود علی قصوری کے مکان پر منعقد ہوا۔ میٹنگ میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ حکومت کی موجودہ جمہوریت کش پالیسی کے خلاف یونین کی طرف سے ایک بیان جاری کیا جائے۔ یہ بیان آج بروز اتوار حوالہ پریس کیا جائے گا۔" (تسنیم مورخہ ۲۸ جون ۱۹۵۴ء)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید دنیا میں اس سے زیادہ خطرناک خبر اخباروں میں پہلے کبھی شائع نہیں ہوئی۔ مگر دوسرے ہی دن روزنامہ تسنیم اپنے اداریہ میں "قطعاً مہمل اور بے معنی" کے زیر عنوان لکھتا ہے۔

"اس سلسلے میں مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کو جو ہدایات فرمائی گئی ہیں۔ وہ بجائے خود سخت مضحکہ خیز ہیں۔ مولانا کو حکم دیا گیا ہے۔ کہ صوبہ پنجاب میں وہ نہ کوئی ایسی تقریر کر سکتے ہیں۔ نہ مضمون لکھ سکتے ہیں۔ اور نہ بیان دے سکتے ہیں۔ جس کا تعلق ایسے معاملہ سے ہو۔ جو مختلف فرقوں میں منافرت یا دشمنی پیدا کرنے کا موجب ہو سکتا ہے۔ یا جو امن عامہ یا تحفظ عامہ کے منافی ہو۔

اب جن امور سے مولانا کو روکا گیا ہے۔ وہ سب ایسے ہیں۔ کہ ملکی قانون کی رو سے جرم ہیں اور سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۵ کا استعمال کیا جائے یا نہ کیا جائے۔ بہرحال ان سے اجتناب ہر شہری کے لئے ضروری ہے۔ اور اگر ان کا ارتکاب کیا جائے۔ تو تعزیرات پاکستان کی مختلف دفعات اپنے آپ اس کا تدارک کر لیتی ہیں۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ اس قسم کا لغو حکم دینے کی ضرورت کیا تھی۔ یہ تو ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص کو حکم دیا جائے۔ کہ تم تعزیرات پاکستان کی کسی دفعہ کی خلاف ورزی نہ کرو۔ ظاہر ہے۔ کہ اس قسم کا حکم بالکل تحصیل حاصل ہے اور قطعاً بے معنی ہے۔ اسی لئے ہم نے اس حکم کو تدبر و سیاست کے دیوالیہ پن سے تعبیر کیا ہے۔

دیکھئے جو خبر پہلے دن اتنی ہیجان خیز نظر آتی تھی۔ سوچنے کے بعد دوسرے دن ان کی ہی نظر میں کتنی مضحکہ خیز اور لغو بن گئی ہے۔ افسوس کہ اس کے بعد بھی اسی پرچہ میں سول لبرٹیز یونین کے سیکرٹری جناب محمود علی صاحب قصوری کا جو بیان شائع ہوا ہے۔ اس میں پھر کہا گیا ہے۔ کہ "ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۵ کے تحت مولانا امین احسن اصلاحی امیر جماعت اسلامی پاکستان پر ایک حکم کی تعمیل کرائی گئی ہے۔ جس کے ذریعے ان کی تقریر کرنے۔ مضامین لکھنے اور بیانات دینے کے حق پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں۔ کہ دوسرے شہریوں کو ہر ممکن ذریعے سے اپنے خیالات اور نقطۂ نظر کا حامی بنانے کی کوشش کرنا ہر شہری کا ایسا بنیادی حق ہے۔ جسے اس سے کسی حال میں چھینا نہیں جا سکتا۔ اسیران مارشل لاء کی رہائی کا مطالبہ قطعی طور پر ایک آئینی مطالبہ ہے اور اس مطالبہ کے حق میں رائے عامہ کا گلا گھونٹنے کی جو کوشش حکام کی طرف سے کی جا رہی ہے۔ اس کا صرف یہی نتیجہ نکلے گا۔ کہ عوام میں اس نظام کے خلاف مزید نفرت پیدا ہو۔ جس میں انہیں یہ حق بھی حاصل نہیں ہے۔" (روزنامہ تسنیم مورخہ ۲۹ جون ۱۹۵۴ء)

ہم امن کے نام پر اسلامی جماعت کی خدمت میں عرض کرتے ہیں۔ کہ وہ صبر و تحمل سے کام لیا کرے اور جذبات کی رو میں بہہ کر عاجلانہ کارروائیوں سے بچنے کی کوشش کرے۔ ایسی غیر ذمہ دارانہ اشتعال انگیزیوں سے ملک میں انتشار پھیلنے کے سوا کسی کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔

روزنامہ تسنیم نے اپنے محولہ بالا اداریہ میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ

"مولانا امین احسن اصلاحی نے نہ پہلے ایسی کوئی بات کی تھی۔ اور نہ ان کا ارادہ تھا۔ کہ آئندہ کریں گے۔ اور نہ ان کا مسلک ہے کہ ایسا کریں۔ جو شخص جماعت اسلامی کے رہنماؤں اور کارکنوں کے متعلق اس قسم کا شبہ کرتا ہے یا اندیشہ ظاہر کرتا ہے۔ وہ سخت بے خبر آدمی ہے۔ اور وہ اس قابل نہیں کہ اس مقدس ملک کے باشندوں کے امور کی ذمہ داریوں کو سنبھال سکے۔" (روزنامہ تسنیم مورخہ ۲۸ جون ۱۹۵۴ء)

اگر یہ درست ہے۔ تو پھر انہیں فکر کی ... نہیں لیکن سوال یہ ہے۔ کہ کیا حکومت کی یہ احتیاط بلاوجہ ہے؟ کیا مولانا اصلاحی اپنے گزشتہ دورہ میں پنجاب کے مختلف مقامات پر فرقہ دارانہ تقریریں نہیں کر چکے۔ معاصر کو اپنی ایک دو ماہ کی گذشتہ فائل کا ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ ان کی ان تقریروں کا خلاصہ جو تسنیم کی اشاعت ۵ مئی ۱۹۵۴ء میں شائع ہوا ہے۔ وہی ملاحظہ فرمائیں۔ یہ ابھی خلاصہ ہے۔ پوری تقریریں نہیں ہیں۔

پھر کیا جماعت اسلامی کی مجلس شوریٰ نے جو قرطاس ابیض جاری کیا ہے۔ جو روزنامہ تسنیم ۱۵ جون ۱۹۵۴ء کی اشاعت میں شائع ہوا۔ اور پمفلٹ کی صورت میں حکومت کے دفتروں تک میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس میں ضمن ۸ فرقہ دارانہ منافرت کو ہوا دینے کے لئے نہیں داخل کیا گیا۔ حالانکہ مارشل لاء کے حکام نے جن لوگوں کو سزائیں دی تھیں اور جو بعد میں چھوڑ دیئے گئے تھے سینکڑوں وہ لوگ تھے۔ جو جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔ پھر صرف دو احمدیوں کے معاملہ کو پیش کرنے سے غرض سوائے اس کے کہ جماعت فرقہ دارانہ منافرت پیدا کرنا چاہتی ہے۔ کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا مولانا اصلاحی اسلامی جماعت کی مجلس شوریٰ میں جس نے یہ قرطاس ابیض شائع کیا۔ بطور امیر جماعت کے شامل نہیں تھے۔ لہٰذا سوچیئے۔ یہ ضمن جماعت کے کن رجحانات کی غمازی کرتا ہے؟ کیا یہ رجحانات گورنر کے حکم کا جواز ثابت نہیں کرتے؟ اور اس کی مضحکہ خیزی۔ مہملیت اور لغویت بے معنی نہیں ہو جاتی؟

ہمیں آخر میں پھر افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ جماعت انتہائی جذبات میں جائز حدود سے گزر جاتی ہے۔ باقی رہے پُر امن مظاہرے تو بھک سے اُڑ جانے والے مادہ میں چنگاڑی لگا کر صرف الگ ہو جانے سے تو شعلوں کے بھڑک اٹھنے کی ذمہ داری ختم نہیں ہو سکتی۔ اس کے متعلق فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کے فاضل ججوں کے فیصلہ پر جو الزام نے خاص کر جماعت اسلامی پر ذمہ داری عائد کرنے کے تعلق میں دیا ہے۔ جماعت کو ضرور غور کرنا چاہیئے۔

عدالت مذکور کے فاضل ججوں نے اس ملک کے لیڈروں اور عوام کے متعلق جو سنہری اصول پیش کئے ہیں۔ جماعت کو اپنے پراپیگنڈا میں انہیں بھی پیش نظر رکھنا لازمی ہے۔ تاکہ ملک میں از سر نو بد امنی پھیلانے کی وہ ذمہ دار نہ ٹھہرے۔ ذیل میں ایک اقتباس درج ہے۔

"وزارت مسلم لیگ کی طرف سے بھی اس بات پر زور دیا گیا ہے۔ کہ ایک نمائندہ حکومت کی شکل میں ایک سیاسی لیڈر کو صرف اسی وقت عوام کا نمائندہ کہا جا سکتا ہے۔ جبکہ وہ عوام کے مطالبات کو تسلیم کرے اور ان کے احساسات و جذبات اور رجحانات و توقعات کو روبہ عمل لائے۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ ہمارے لیڈروں کے لئے یہ ایک کمزور نظریہ ہے۔ ایک ایسے ملک میں جہاں کہ عوام کی ایک بڑی اکثریت ان پڑھ ہو۔ اور ان کی ایک قلیل تعداد تعلیم یافتہ ہو۔ ایسی پوزیشن تسلیم کرنے سے یہ پریشان کن نتیجہ ہوگا۔ کہ ہمارے لیڈر عام جہالت اور تعصبات کے مجسمے ہیں اور اعلیٰ نظریات سے قطعی تہی دامن ہیں۔ جہاں حق انتخاب رکھنے والا اپنے ملک کے خاص مسائل کی تفہیم کا پورا شعور رکھتا ہو۔ اور قومی دلچسپی کے تمام مسائل کو صحیح طور پر پرکھنے کی پوری استطاعت رکھتا ہو۔ وہاں لیڈر کو رائے عامہ کا پابند رہنا پڑتا ہے۔ یا اپنا عہدہ دوسرے کے لئے خالی کر دینا پڑتا ہے۔ لیکن ہمارے ایسے ملک میں لیڈروں کا اصلی مقصد ان کی رہنمائی کرنا ہے۔ نہ کہ رہنمائی حاصل کرنا ہے۔"

(الفضل ۲۹ مئی ۱۹۵۴ء)

اسلام دنیا کی مشکلات کا کیا حل پیش کرتا ہے؟

بین الاقوامی اسلامی اقتصادی تنظیم کے اجلاس میں چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا خطبہ صدارت

بین الاقوامی اسلامی اقتصادی تنظیم کے اجلاس خصوصی منعقدہ کراچی کی صدارت فرماتے ہوئے پاکستان کے وزیر خارجہ آنریبل جناب چودھری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے مندرجہ ذیل فاضلانہ خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا:۔

حیاتِ انسانی کو ایک سانچے میں ڈھالنے کے لئے جو مختلف عناصر کارفرما ہوتے ہیں۔ اقتصادی قدریں اور معیار ان عناصر کا صرف ایک پہلو ہیں۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے۔ اس میں انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر اس طرح توجہ دی گئی ہے کہ ان کے نتیجے میں مقصدِ حیات حاصل ہو جائے۔ یہ مقصد روحانی ہے۔ اور ان فوری مقاصد کی حدود سے بالا ہے۔ جنہیں غیر مذہبی اور مادی نظام قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس طرح ایک طرف اسلام اور دوسرے مذاہب میں اور دوسری طرف اسلامی ضابطۂ حیات اور دوسرے غیر مذہبی مادی نظاموں میں ایک نمایاں فرق نظر آتا ہے۔

اسلام بذات خود زندگی کے مادی اور روحانی پہلوؤں میں کوئی واضح تقسیم اور فرق قائم نہیں کرتا۔ اور نہ اسے تسلیم کرتا ہے۔ اس کے برعکس اسلام حیاتِ انسانی کو ایک مربوط اور ناقابل تقسیم چیز قرار دیتا ہے۔ جو جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی حالتوں کا مجموعہ ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں۔ کہ اسلام سب سے زیادہ روحانی اور اس کے ساتھ ساتھ مادی ترقی کا خیال رکھنے والا مذہب ہے۔ بعض دوسرے مذاہب میں حیات انسانی کی جسمانی اخلاق اور روحانی حالتوں میں امتیاز اور فرق پر بے حد زور دیا گیا ہے لیکن اسلام ان تمام امتیازات کو یک قلم منسوخ کرتا ہے۔ وہ زندگی کے کسی پہلو کو ناکارہ اور بے حس نہیں کرتا۔ بلکہ حیات انسانی کے تمام پہلوؤں پر توجہ دیتا انہیں ہم آہنگ اور مربوط کرتا ہے۔ تاکہ اجتماعی طور پر اس کے نتیجہ میں پوری ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔ وہ انسانی جذبات کو کچلتا نہیں۔ بلکہ ان کی تسکین کا سامان مہیا کرتا ہے۔ غرضیکہ اسلام زندگی کے معاملہ میں مثبت رویہ رکھتا ہے۔ منفی نہیں۔ وہ زندگی کو قبول کرتا ہے۔ اسے رد نہیں کرتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام رہبانیت کی مخالفت کرتا اور صحت مند مشغلوں اور ترقی کرنے کا حکم دیتا ہے۔

یٰبنی اٰدم خذوا زینتکم عند کل مسجد و کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین (الاعراف ع ۳ پ ۸)

قل من حرم زینۃ اللّٰہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق۔

قل انما حرم ربی الفواحش ما ظھر منھا وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا باللّٰہ ما لم ینزل بہ سلطانا و ان تقولوا علی اللّٰہ ما لا تعلمون۔ (اعراف ع ۴ پ ۸)

چنانچہ زندگی کے ہر شعبے میں اسلامی احکامات کا مقصد اسی مقصد و منتہیٰ کی طرف لے جانا ہے۔ اس مقصد کی اللہ تعالیٰ نے تشریح فرمائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

انسان کی پیدائش کی غرض یہ ہے۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا عبد بن جائے۔ یعنی انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کا عکس لے کر دنیا میں اللہ تعالےٰ کی صفات کا مظہر بن جائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی بات کو تخلقوا باخلاق اللّٰہ کے الفاظ میں بیان فرمایا ہے یعنی بندہ اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے اندر پیدا کرے۔ اس دنیا میں انسانی زندگی کے ہر مسئلے کا حل تلاش کرتے وقت ہمیں اپنے اس مقصد و منتہیٰ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ یہاں میں یہ بات واضح کر دوں۔ (تاکہ کسی قسم کی غلط فہمی نہ رہے) کہ اسلام اس عالم کی زندگی کو نظر انداز کرنے اور اُخروی زندگی کے حصول کی خاطر اس دنیا کی قدروں کو فراموش کرنے کی تعلیم نہیں دیتا۔ بلکہ اس کے برعکس وہ بار بار اس بات پر زور دیتا ہے۔ کہ اخروی زندگی اس دنیاوی زندگی کے مقصد کو پورا کر کے ہی حاصل کی جا سکتی ہے۔ ہر پہلو اس لحاظ سے اعلیٰ تر اقدار اور عظیم تر وقار کا حامل ہو جاتا ہے۔ اور ایک ایسی امانت بن جاتا ہے۔ جس کا سنبھالنا انسان کا فرض ہو جاتا ہے۔ کائناتِ عالم کی پیدائش اور الہام کے ذریعہ انسان کی رہنمائی کی غرض بھی یہی ہے۔ کہ انسان اپنی حقیقی منزل پر پہنچ سکے۔ یدبر الامر یفصل الاٰیات لعلکم بلقاء ربکم توقنون۔ یہ مقصد اعمالِ صالحہ اور زندگی کے تمام شعبوں میں صحیح طریقہ سے جدوجہد کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اس تمام عرصہ میں اس بات کا خیال رکھا جائے۔ کہ اصل مقصد نظروں سے اوجھل نہ ہونے پائے۔ اور کوئی کمتر مقصد اس کی جگہ نہ لے لے۔

فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً (سورہ کہف)

چونکہ اسلام اس دنیوی زندگی اور اخروی زندگی دونوں کی طرف برابر توجہ دیتا ہے۔ اس لئے اس نے دنیوی زندگی کے ہر شعبے اور ہر پہلو کو بنی نوع انسان کی بہبود کے کام پر اس طرح لگایا ہے۔ کہ یہ زندگی اخروی زندگی کے ساتھ جا ملتی ہے۔ اور اس طرح اخروی زندگی اسی دنیوی زندگی کی ہی ایک کڑی بن جاتی ہے۔

اس دنیا کی زندگی کے متعلق اسلام نے جس سنہری اصول کی ہمیں تعلیم دی ہے وہ یہ ہے وکذالک جعلنٰکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس۔ ہم نے تمہیں درمیانی راستے پر چلنے والی قوم بنایا ہے۔ تاکہ تم بنی نوع انسان کے لئے ایک معیار یا ایک نمونہ بن سکو۔ یہ تعلیم گویا زندگی کے ہر شعبے میں اسلامی احکام کا مفہوم سمجھنے کے لئے ایک کنجی کا کام دیتی ہے۔ دوسرے شعبوں کی طرح اقتصادی میدان میں بھی اسلامی نظام شدت اور انتہا کو کم کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ اور دوسرے نظاموں کی افراط و تفریط سے بچا کر ایک ایسا نظام ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ جو بنی نوع انسان کے لئے مفید ہے۔ اور جس کی بدولت ایک مربوط اور ترقی پذیر سوسائٹی جنم لیتی ہے۔ اسلامی نظام کم سے کم دباؤ ڈالتا ہے۔ اور ہمیں اخلاقی لحاظ سے بلند کر کے رضاکارانہ طور پر آگے بڑھنے کی کوشش کرنے کو کہتا ہے۔ اگرچہ اسلام زندگی کے تمام شعبوں میں انسانی تعلقات کو استوار کرنے میں حقوق کی تشریح اور توضیح اور ذمہ داریوں کو نظر انداز نہیں کرتا۔ تاہم وہ اس بات پر زیادہ زور دیتا ہے۔ کہ ہم اپنے حقوق منوانے اور ان پر اصرار کرنے کے مقابلے میں اپنی ذمہ داریاں نباہنے کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ چنانچہ اسلام کے اسی اصرار کی وجہ سے نہ صرف انسان اپنی ذمہ داریوں سے صحیح معنوں میں عہدہ برآ ہوتا ہے اور اس کے نتیجہ میں حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف راغب ہوتا ہے۔ بلکہ ہر قسم کے طبقاتی اور جماعتی امتیازات ختم کرنے میں بھی مدد دیتا ہے۔

ہمیں آج کل ہر طرف سے یہی پکار سنائی دیتی ہے۔ کہ تمام انسان برابر ہیں۔ جب تک یہ جذبہ انسان کی قدر و قیمت اور اس کے وقار کو برقرار رکھنے کے لئے ہو۔ اس وقت تک یہ بڑا اچھا حقیقت پسندانہ اور سچا جذبہ ہے۔ لیکن جب یہی تشریح عام رنگ میں کی جائے۔ اور ایسے شعبوں سے متعلق ہو۔ جہاں عدم مساوات ایک ظاہر و باہر حقیقت کے طور پر موجود ہو۔ نہ صرف موجود بلکہ انسان اور اس کائنات کی پیدائش کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے ضروری ہو۔ اس وقت تمام اقدار اور سارے معیار ٹوٹ کر خلط ملط ہو جاتے ہیں۔

انسانوں کی جسمانی ساخت رنگ اور بات چیت کرنے کے طریقے میں اختلاف کے علاوہ ذہانت و عقل تدبّر و تفکر کے مادے میں کمی بیشی اور اختلاف کی وجہ سے انعام و معاوضے میں عدم مساوات ہونا لازمی ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو انسانی معاشرہ ترقی پذیر ہونے کی بجائے مسلسل رجعت کی گہرائیوں کی طرف گرتا چلا جاتا۔ ایسے اقتصادی نظام جو کام کی نوعیت کوشش اور جدوجہد کے فرق کا لحاظ کئے بغیر مصنوعی مساوات اور مساوی معاوضے کی ادائیگی پر زور دیتے ہیں۔ انہیں مساوات کے اس نظریے میں یا تو بڑا ردّ و بدل اور ترمیم کرنی ہوگی۔ یا دو تین نسلوں کے بعد ان میں یہ صفات رفتہ رفتہ بڑی حد تک معدوم ہو جائیں گی۔

اسلام انسانی اخوت پر زور دینے اور ہر قسم کے طبقاتی امتیازات اور مخصوص حقوق ختم کرنے کے ساتھ ساتھ ان حقائق کو بھی تسلیم کرتا ہے جو عدم مساوات پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ اسلام ہمیں یہ بھی بتاتا ہے۔ کہ اس اختلاف اور عدم مساوات کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو اس کے نتیجے میں پراگندگی افراتفری اور بددلی پھیل جائے گی۔ مثلاً قرآن کریم فرماتا ہے:۔

ولا تتمنوا ما فضل اللّٰہ بہ بعضکم علیٰ بعض:

اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر جو فوقیت دی ہے اس کی حریفانہ خواہش مت کرو۔

یہ بظاہر عدم مساوات جس کی اللہ تعالےٰ نے اجازت دی ہے۔ دنیا کا کاروبار جاری رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ اگر یہ عدم مساوات ختم کر دی جائے۔ تو اعلیٰ تر مقاصد کے حصول کی ساری جدوجہد اور مسابقت کی روح ختم ہو جائیگی۔ اور کائنات عالم کی پیدائش کی غرض فوت ہو جائیگی۔ (باقی)

ولادت

میرے دوست مکرمی منیر احمد صاحب ہاشمی فوڈ گرین انسپکٹر لالیاں ضلع جھنگ کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے دوسرا لڑکا مورخہ ۲۱/۶/۵۴ کو عطا کیا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالےٰ اس بچہ کو نیک اور خادم دین بنائے۔

خاکسار کرم دین صوبیدار غلہ منڈی لالیاں ضلع جھنگ۔

برطانیہ اور امریکہ کے نقطۂ نظر میں اختلاف کی وجوہات

اختلافات کی موجودہ صورت اس بات پر گواہ ہے کہ دونوں نے بدلے ہوئے حالات کے نئے تقاضوں سے اپنے آپ کو ہم آہنگ نہیں کیا ہے۔ جس دن دونوں جانب یہ ہم آہنگی پیدا ہو جائیگی۔ نقطۂ نظر کا اختلاف خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اور دونوں اس بات پر متفق ہو جائینگے۔ کہ مخالف بلاک کی یلغار سے بچنے کے لئے اس سے تعاون کس حد تک ضروری ہے اور اس کے چیلنج کو قبول کرنا کس حد تک ناگزیر۔

(مسعود احمد)

ہند چینی کے بارے میں برطانیہ اور امریکہ کے اختلافات آجکل بین الاقوامی سیاست کا ایک اہم مسئلہ بنے ہوئے ہیں۔ اور رفتہ رفتہ انہوں نے اس قدر شدت اختیار کر لی ہے۔ کہ بالآخر برطانوی وزیر اعظم مسٹر چرچل اور وزیر خارجہ مسٹر انتھونی ایڈن کو ان اختلافات کی وجہ سے پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے خود واشنگٹن جانا پڑا ہے۔ چنانچہ برطانیہ کے صف اول کے یہ دو قومی مدبر آجکل صدر آئزن ہاور اور امریکی حکام سے تبادلۂ خیالات کر کے ان پر اپنے نقطۂ نظر کی برتری واضح کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

اختلاف کی نوعیت

دراصل جہاں تک ہند چینی کے بارے میں برطانیہ اور امریکہ کے باہمی اختلافات کا تعلق ہے۔ ان اختلافات کو مغرب کی ان دو عظیم جمہوریتوں کی باہمی کشیدگی میں بنیادی اہمیت حاصل نہیں ہے بلکہ یہ خود نظریاتی اعتبار سے ایک وسیع تر اختلاف کی شاخیں ہیں۔ جن کے ظاہری پھیلاؤ نے اصل اختلاف کو عوام کی نگاہوں سے اوجھل کر رکھا ہے۔ وہ وسیع تر اختلاف ایک مشترکہ مقصد کے ذرائع حصول سے تعلق رکھتا ہے۔ یعنے دونوں کی تمام تر جد و جہد کا مقصد تو مشترک ہے۔ لیکن دونوں کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے۔ کہ وہ مقصد کن ذرائع سے حاصل کیا جائے۔ مقصد کے اعتبار سے دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ دنیا میں جمہوریت کی بقا کے لئے روس کی بڑھتی ہوئی جارحیت کا مقابلہ نہایت ضروری ہے۔ لیکن ذرائع کا سوال سو امریکہ اپنی طاقت اور دولت و ثروت کے بل پر اس بات کا حامی ہے کہ کمیونزم جہاں کہیں اور جس شکل میں بھی چیلنج کرے۔ اس کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے علی الاعلان وہیں مورچہ لگا دینا چاہیئے برخلاف اس کے برطانیہ کے نزدیک دلیری کا یہ اظہار پختہ کار سیاست یا مصلحت وقت کے منافی ہے۔ وہ بات پر خم ٹھونکنے کی بجائے میٹھی چھری بن کر مطلب نکالنے کو ترجیح دیتا ہے۔

اختلافات کا پس منظر

یہ اختلاف پہلے تو کافی دبا ہوا تھا۔ لیکن اب کچھ عرصہ سے مختلف مسائل کے ضمن میں دونوں کی متضاد روش کے باعث ہر کس و ناکس کی توجہ کا مرکز بنتا جا رہا ہے۔ اس سلسلے میں یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ کہ یہ اختلاف جنگ کے بعد اچانک رونما نہیں ہوا۔ بلکہ اس کی بنیاد گذشتہ جنگ عظیم کے آخری دور میں ہی پڑ گئی تھی اختتام جنگ سے کچھ عرصہ قبل جبکہ جرمنی کی طاقت ٹوٹ چکی تھی۔ برطانیہ کو یہ امر کسی صورت گوارا نہ تھا کہ یورپ کے معاملات میں روس کو کسی قسم کا بھی دخل حاصل ہو۔ وہ چاہتا تھا کہ اٹلی سے آسٹریا میں داخل ہو کر یورپ کے مشرقی علاقے پر قبضہ کر لیا جائے۔ تاکہ اس امر کا کوئی امکان باقی نہ رہے کہ وسطی یا مشرقی یورپ کے ممالک روس کے زیر اثر آ سکیں۔ امریکہ نے اس مرحلے پر اس تجویز سے اتفاق نہ کیا۔ چنانچہ آج برطانیہ کو امریکہ کے خلاف سب سے بڑی شکایت یہی ہے کہ اس نے خود روس کو یہ موقعہ دیا کہ وہ اپنے آپ کو ہنگری۔ چیکوسلواکیہ۔ بلغاریہ۔ رومانیہ اور دیگر ملحقہ ممالک کا نجات دہندہ ظاہر کر کے ان پر قبضہ جما سکے۔ دوسرا اختلاف جنگ کے بعد پوٹسڈم کانفرنس کے موقعہ پر بڑی طاقتوں میں چین کی شمولیت کے سوال پر پیدا ہوا۔ مسٹر روز ویلٹ نے خود زور دے کر چین کو پانچ بڑی طاقتوں میں شامل کرایا۔ اور اس طرح اسے سلامتی کونسل میں امریکہ برطانیہ فرانس وغیرہ کے ساتھ مستقل نشست دلوائی۔ برطانیہ کا کہنا ہے کہ اگر اس وقت چیانگ کائی شیک کی کمزور حکومت پر بھروسہ کرتے ہوئے چین کو بڑی طاقتوں میں شمار نہ کرایا جاتا تو آج مغربی طاقتیں اس صورت حال سے کبھی دوچار نہ ہوتیں۔ کہ چین پر حکومت تو کمیونسٹوں کی ہے۔ لیکن سلامتی کونسل میں نمائندہ چین کا نہیں۔ بلکہ چیانگ کائی شک کا بیٹھتا ہے۔

برطانیہ کا نقطۂ نظر

برطانیہ کے نزدیک ان حالات میں جبکہ روس مشرقی یورپ کے ایک بڑے حصے اور بالخصوص تمام چین کو اپنے زیر اثر لا چکا ہے۔ اور پھر جبکہ وہ ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم جیسے ہلاکت خیز ہتھیار بنانے میں بھی کامیاب ہو گیا ہے براہ راست چیلنج قبول کرنے کی بجائے ایسی پالیسی پر عمل کرنا ضروری ہے۔ کہ جس کے نتیجہ میں کمیونزم اور مغرب کا جمہوری نظام ایک طویل عرصہ تک پرامن طریق پر ایک ساتھ زندہ رہ سکیں۔ اور کھلی کھلی جارحیت کی یہ کیفیت جو کوریا، ہند چینی اور مشرق بعید کے بعض دوسرے علاقوں میں رونما ہو کر ایشیا کے ہر ملک کو جنگی بنیادوں پر دو متحارب علاقوں میں تقسیم کرتی چلی آ رہی ہے جلد دور ہو جائے۔ اس کا خیال ہے کہ پرامن فضا پیدا ہونے کے بعد مشرق بعید کے محکوم علاقوں کو آزاد کر کے وہاں کے عوام کے دلوں پر فتح پانا آسان ہو جائے گا ورنہ بصورت دیگر وہاں کے عوام مغربی طاقتوں کے خلاف منظم ہوتے چلے جائیں گے۔ اور وہ آخری چارۂ کار کے طور پر روس کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھیں گے۔ پھر برطانیہ کے نزدیک ایسے پرامن حالات کا طویل عرصہ تک جاری رہنا ایک اور نقطۂ نگاہ سے بھی ضروری ہے۔ وہ اس بات کا شدت سے حامی ہے۔ کہ چین جیسا وسیع ملک اپنی قدیم تہذیب کے پیش نظر کمیونزم کو دل سے نہیں اپنا سکتا۔ وہ اگر اس کے چنگل میں پھنسا ہے۔ تو محض مغربی طاقتوں کی غفلت اور چیانگ کائی شک جیسے کمزور شخص کی بے ماحاثی کی وجہ سے پھنسا ہے۔ اس لئے چین کو مغرب سے جتنا زیادہ علیحدہ رکھنے کی کوشش کی جائے گی۔ اتنا ہی زیادہ وہ روس کے ساتھ چمٹے رہنے پر مجبور ہوگا اور یہی چیز آج اس کے کمیونسٹ آقاؤں کے ہاتھ مضبوط کرنے کا موجب بنی ہوئی ہے۔ اندریں حالات برطانیہ اس بات کا قائل ہے۔ کہ ایشیائی اقوام اور مغرب کے درمیان رابطہ بڑھانے کی جس قدر کوشش کی جائیگی۔ اسی قدر ایشیائی اقوام کے کمیونسٹ بلاک کی شکل میں منظم ہونیکا خطرہ دور ہوگا۔ یہی وجہ ہے برطانیہ نے کمیونسٹ چین کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور وہ اس کے ساتھ تجارتی تعلقات دن بدن مضبوط کر رہا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس بات میں بھی کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا۔ کہ کمیونسٹ چین کو سلامتی کونسل میں نشست دے دی جائے۔

امریکی زاویہ نگاہ

برخلاف اس کے امریکہ کا کہنا یہ ہے کہ کمیونزم کا خطرہ اب بہت زیادہ مہیب صورت اختیار کر چکا ہے۔ کیونکہ گذشتہ جنگ عظیم کی فاتح اقوام میں شمار ہونے کے بعد سے روس کے حوصلے اس قدر بلند ہو گئے ہیں کہ وہ پروپیگنڈے کی حدود سے نکل کر اب کھلی کھلی جارحیت پر اتر آیا ہے۔ اور وہ ان ممالک کی کمیونسٹ تحریکوں کو جن کی حدود اس کے زیر اثر ممالک سے ملتی ہیں علی الاعلان اسلحہ فراہم کر کے انہیں امن کش روش اختیار کرنے پر ابھار رہا ہے۔ اور اس طرح یکے بعد دیگرے ایشیائی ممالک کو اپنے زیر نگیں لانے کی جد و جہد میں معروف ہے چنانچہ چین ہند چینی۔ کوریا۔ تبت اور البانیہ وغیرہ کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ان حالات میں اگر اس کے اس جارحانہ چیلنج کو قبول نہ کیا گیا۔ اور صلح صفائی سے معاملات کو سلجھانے کی کوشش کی جاتی رہی۔ تو وہ اسے مغربی طاقتوں کی کمزوری پر محمول کرتے ہوئے اپنی جارحانہ روش سے کبھی باز نہ آئے گا اور بالآخر عالمی نقطۂ نگاہ سے ایسی قابل رشک پوزیشن حاصل کر لے گا کہ پھر مغربی طاقتیں ہزار کوشش کے باوجود بھی اسے نیچا نہ دکھا سکیں گی۔ امریکی نقطۂ نگاہ کے مطابق اس وقت کمزور پالیسی اختیار کرنا خود اپنے ہی ہاتھوں مغربی تہذیب اور اس کے جمہوری اصولوں کی قبر کھودنے کے مترادف ہے۔ اسی لئے امریکہ موجودہ حالات میں برطانیہ کی صلح کل قسم کی کمزور پالیسی کو خطرۂ عظیم کے وقت شتر مرغ کے بزدلانہ کردار سے تعبیر کرتا ہے۔ چنانچہ امریکی محکمۂ خارجہ کی طرف سے شائع ہونے والے پندرہ روزہ "بلیٹن" میں تھرسٹن بی مورٹن نے لکھا تھا۔

"ایک مضبوط خارجہ پالیسی کا تقاضا یہ ہے کہ ہر چیلنج کا جواب دیا جائے۔ اس حقیقت کو تسلیم کرنے میں پس و پیش کرنا شتر مرغ کا کردار ادا کرنے کے مترادف ہے اور موجودہ حالات قطعاً اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ ہم ریت میں منہ دبا کر بے فکر ہو بیٹھیں۔ اور خود فریبی کی انتہائی خطرناک روش پر گامزن ہوں" (دی ڈیپارٹمنٹ آف سٹیٹ بلیٹن ۱۶ نومبر ۱۹۵۳ء)

نقطۂ نظر کا بھی اختلاف ہے جو بین الاقوامی معاشرے میں امریکہ اور برطانیہ کو متفقہ راہِ عمل اختیار کرنے نہیں دیتا۔ اور بسا اوقات دونوں متضاد روش پر گامزن نظر آتے ہیں۔

اختلاف کی اصل وجہ

اس کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ دو عالمگیر جنگوں نے طاقت و قوت کے اعتبار سے دونوں کی حیثیت کو بالکل بدل کر رکھدیا ہے۔ برطانیہ جو گذشتہ دو صدیوں سے ایک عظیم قوت شمار ہوتا تھا۔ اب وہ بر اقتدار کے لحاظ سے ایک اوسط درجے کی طاقت میں تبدیل ہوگیا ہے۔ اور اس کی وہ سلطنت جو دنیا کے ایک وسیع حصے پر پھیلی ہوئی تھی۔ اب دم توڑ رہی ہے۔ برخلاف اس کے امریکہ کو وہ عروج حاصل ہوا ہے کہ وہ آج صفِ اول ہی کی نہیں بلکہ دنیا کی عظیم ترین طاقت ہے۔ دونوں کی سیاسی حیثیت و قوت میں یہ اچانک تبدیلی بڑی حد تک دونوں کی روش اور نقطۂ نظر میں اختلاف کی ذمہ دار ہے۔

ویسے تو صدیوں کے اتار چڑھاؤ کے نتیجہ میں قومیں اٹھتی بھی ہیں۔ اور گرتی بھی ہیں۔ لیکن قوموں کا اس طرح ابھرنا اور تنزل کا شکار ہونا اس قدر بتدریج ہوتا ہے کہ بادی النظر میں اسے محسوس بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور خود یہ قومیں ساتھ کے ساتھ اپنے آپ کو بدلے ہوئے حالات کے مطابق ڈھالتی چلی جاتی ہیں۔ جس سے بین الاقوامی تعلقات میں کوئی قابل ذکر الجھن پیدا نہیں ہوتی۔ لیکن جہاں کسی حادثہ کے نتیجے میں کچھ قومیں اچانک گر جائیں۔ اور بعض چھوٹی قومیں ابھر کر ان کی جگہ لے لیں۔ اور پھر وہ ہوں بھی ایک دوسرے کی حلیف تو ان کے لئے بدلتے ہوئے حالات کے نئے تقاضوں کے ساتھ اپنے آپ کو ہم آہنگ بنانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اور یہ چیز ان کے تعلقات میں الجھن پیدا کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔ یہی کیفیت اسوقت برطانیہ اور امریکہ کے تعلقات کی ہے۔ عالمی جنگ کے نتیجے میں فاتح ہونے کے باوجود برطانیہ کی عظمت یکدم خاک میں مل گئی ہے اور امریکہ کی طاقت میں اس قدر اضافہ ہوگیا ہے۔ کہ اب اس کی نگاہ میں برطانیہ اور اس کی سلطنت کی چنداں اہمیت باقی نہیں رہی۔ اسی لئے امریکہ یہ سمجھتا ہے کہ برطانوی ایمپائر کے زوال پذیر ہو جانے سے دنیا کے سیاسی ماحول میں جو عظیم خلاء پیدا ہوگیا ہے۔ اسے پر کرنے کی ذمہ داری اب اس پر ہے۔ چنانچہ امریکہ کی کوشش یہ ہے کہ برطانوی ایمپائر کا جو علاقہ بھی خود مختاری حاصل کرے۔ وہ اس کے اپنے حلقۂ اثر میں آتا جائے تاکہ مشرق و مغرب کے درمیان عالمی سیاست کا وہی سابقہ توازن برقرار رہے برطانیہ اس صورتِ حال کو برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ اس کا نقطۂ نظر یہ ہے۔ کہ سلطنت ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ غلبہ و استیلاء کی بجائے برطانوی حلقۂ اثر میں ڈھیل دی ہے۔ اس دورِ انحطاط میں برطانیہ کو کسی مزید تباہ کن جنگ سے دوچار ہونے کی بجائے ایسی پالیسی پر گامزن ہونے میں ہی سلامتی نظر آتی ہے۔ کہ جس سے مشرق و مغرب کے درمیان تعاون کی راہیں کھلیں اور محض طاقت و قوت اور جنگی صلاحیت ہی کسی قوم کی عظمت کا مدار نہ ٹھہرے۔ امریکہ کے نزدیک اگر تعاون کرنے کی یہ برطانوی روش مغرب کے جمہوری نظام کے لئے ضعف کا باعث ہے۔

اس تمام صورتِ حال سے یہ حقیقت صاف طور پر عیاں ہے۔ کہ دونوں نے ابھی تک بدلے ہوئے حالات کے تقاضوں سے اپنے آپ کو ہم آہنگ نہیں کیا ہے۔ جب دونوں جانب یہ ہم آہنگی پیدا ہو جائے گی۔ نقطۂ نظر کا اختلاف خود بخود دور ہو جائے گا۔ اور دونوں اس امر پر متفق ہو جائیں گے۔ کہ مخالف بلاک کی چالوں سے نپٹنے کے لئے اس کے ساتھ کس حد تک تعاون ضروری ہے۔ اور اس کے چیلنج کو قبول کرنا کسی حد تک ناگزیر۔ لیکن اگر یہ ہم آہنگی جلد رونما نہ ہوئی تو باہمی چپقلش بدستور جاری رہے گی۔ اور روس اس صورتِ حال سے برابر فائدہ اٹھاتا رہے گا۔

درخواستہائے دعا

(۱) میرا لڑکا سول ہسپتال لائلپور میں داخل ہے۔ اپریشن ہوگا۔ دعائے صحت کی جائے۔

(عبد الرحمٰن شاکر کارکن دعوۃ و تبلیغ ربوہ)

(۲) کچھ عرصہ سے میری نظر کمزور ہو گئی ہے۔ مالی مشکلات بھی بہت ہیں۔ اپنی خاص دعاؤں میں یاد فرماویں۔

حکیم سعد اللہ خاں سوکاوی حال چوہڑکانہ گاؤں

(۳) میرے والد شیخ غلام محمد صاحب انبالوی گذشتہ ۵ سال ناک کے ذریعہ کافی مقدار میں خون نکل جانے کی وجہ سے سخت کمزور ہو گئے تھے۔ اب پھر ناک کے ذریعہ خون کافی مقدار میں نکل جانے کی وجہ سے تکلیف ہے احباب سلسلہ والد صاحب کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ (شیخ محمد بشیر آزاد انبالوی [illegible])

(۴) ہم ۱۷ آدمیوں پر ایک مقدمہ دائر ہے بزرگانِ سلسلہ ہم سب کی بریت کے لئے درد دل سے دعا کریں۔ (شریف احمد کرنڈی ریاست خیرپور سندھ)

دعائے مغفرت

میری والدہ محترمہ استانی رحمت النساء صاحبہ (بیوہ مکرم ماسٹر مولا بخش صاحب مرحوم) ۲۶/۶/۵۴ کو وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ اور صحابیہ تھیں عمر ۷۵ برس تھی۔ احباب ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے دعا فرماویں

(عطاء الرحمٰن مولوی فاضل بلاک "ج" ربوہ)

(۲) میاں فضل دین صاحب ایجنٹ اخبار الفضل لائلپور کے والد صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔

سفر امریکہ

مجلس مشاورت منعقدہ اپریل ۱۹۵۴ء میں جن احباب نے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے علاج کے لئے سفر امریکہ کے پیش نظر نقد رقمیں اور چیکس پیش کی تھیں ان کے اسماء گرامی معہ رقم ادا کردہ مطابق فہرست موصولہ از دفتر پرائیویٹ سیکرٹری ذیل میں شائع کئے جا رہے ہیں۔ اگر کسی دوست کا نام اس فہرست سے رہ گیا ہو۔ یا اور کوئی غلطی معلوم ہو۔ تو وہ نظارت ہذا کو مطلع فرماویں تا درستی کی جا سکے۔

(ناظر بیت المال ربوہ)

فہرست وصولی بر موقع مجلس مشاورت ۱۹۵۴ء

نام	رقم
چوہدری اسد اللہ خانصاحب بار ایٹ لاء لاہور	۱۰۰۰/-/-
چوہدری جہاں خانصاحب چک ۹ پنیار سرگودھا	۵۰/-/-
فضل احمد صاحب نائب ناظر تعلیم و تربیت ربوہ	۲۰/-/-
بلا نام	۱۰/-/-
ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب گنجیال سرگودھا	۲۰/-/-
ممتاز حسین صاحب	۱۰/-/-
محمد اسحاق صاحب	۵/-/-
مرزا ارشد بیگ صاحب بہاولپور	۱۰/-/-
مولوی محمد احمد صاحب جلیل	۵/-/-
جلال الدین صاحب قمر واہ راولپنڈی	۵/-/-
جمعدار محمد طفیل صاحب	۱۰/-/-
ملک غلام محمد صاحب سرگودھا	۱۰۰/-/-
چوہدری عبید اللہ خانصاحب سیالکوٹ	۱۰/-/-
مولوی محمد صاحب بنگال	۵/-/-
ڈاکٹر عبد الرؤف صاحب کیمل پور	۱۰۰/-/-
شیخ محمد رفیق صاحب سرگودھا	۵/-/-
خورشید احمد صاحب چک ۲۰۹ ر ب لائلپور	۵/-/-
غلام رسول صاحب سلہیریاں ضلع سیالکوٹ	۵/-/-
قریشی محمد شفیع صاحب میانوالی پنشنر	۱۰/-/-
صفدر علی شاہ صاحب آف میانوالی	۵/-/-
مولوی ابو العطاء صاحب ربوہ	۵/-/-
محمد شفیع صاحب چک ۳۳ ضلع سرگودھا	۵/-/-
حکیم بشیر احمد صاحب چک ۶ سرگودھا	۱۰/-/-
ماسٹر فضل الٰہی صاحب بھیرہ	۱۰/-/-
فضل حق صاحب صدر گوگیرہ	۵/-/-
قاضی عبد الرحمٰن صاحب دوالمیال ضلع جہلم	۱۰/-/-
بابو محمد سعید صاحب ملتان	۵/-/-
محمد امین صاحب قلعہ صوبا سنگھ	۵۰/-/-
ڈاکٹر رحمت اللہ صاحب	۱۰/-/-
چوہدری بشیر احمد صاحب داتہ زیدکا	۱۰/-/-
ابراہیم صاحب منڈی چوہڑکانہ	۱۰/-/-
ڈاکٹر عبد القیوم صاحب کیمل پور	۵۰/-/-
مولوی عبد المغنی خاں صاحب ربوہ	۱۰/-/-
سید بہادل شاہ صاحب لاہور	۱۰/-/-
ڈاکٹر نور الدین صاحب بدوملہی	۲۰/-/-
فضل الرحمٰن صاحب طالبعلم ربوہ	-/۸/-
مولوی محمد صدیق صاحب واقف زندگی	
خلافت لائبریری	۵/-/-
خانصاحب میاں محمد یوسف صاحب لاہور	
بذریعہ چیک	۱۰۰/-/-
چوہدری باغ الدین صاحب چک ۳۰ ۱۱-L منٹگمری	۲۵/-/-
شہاب الدین صاحب منٹگمری	۲۵/-/-
ماسٹر محمد الدین صاحب انور سرگودھا	۲۰/-/-
مولوی ناصر الدین صاحب واقف زندگی ربوہ	۵/-/-
شیخ غلام رسول صاحب گٹھیالیاں	۱۰/-/-
عبد الحکیم صاحب لاہور	۱۰۰/-/-
قاضی عبد الحمید صاحب اسلم اوکاڑہ	۳۰/-/-
مولوی محمد یوسف صاحب بھیرہ	۱۰/-/-
حکیم محمد رمضان صاحب میانی	۵/-/-
محمد خلیل الدین صاحب گھوگھیاٹ	۵/-/-
ماسٹر عنایت اللہ صاحب منٹگمری	۲/-/-
عبد الغنی صاحب خانیوال	۲۵/-/-
حکیم انوار حسین صاحب خانیوال	۱/-/-
غلام محمد صاحب پرویز گنج	۱۰/-/-
خورشید احمد صاحب گنج	۱۰/-/-
محمد اسلم صاحب چہور سیالکوٹ	۱۰۰/-/-
چوہدری عبد الحق صاحب پنڈی بھاگو	۲۰/-/-
ملک غلام نبی صاحب چک ۹۸	۵/-/-
محمد شریف صاحب صادق آباد	۱۰/-/-
قاضی محمد اسلم صاحب لاہور بذریعہ چیک	۲۰۰/-/-
عزیز محمد خاں صاحب بہاولپور	۵/-/-
مرزا احمد خاں صاحب چکوال	۵/-/-
احمد حسین صاحب درویش	۵/-/-
صوفی خدا بخش صاحب ربوہ	۱/-/-
مرزا ارشد بیگ صاحب بہاولپور	۱۰/-/-
میاں غلام محمد صاحب اختر بذریعہ چیک	۵۰۰/-/-
چوہدری غلام رسول صاحب چک ۹۹	۵/-/-
چوہدری برکت علی خانصاحب ربوہ	
بذریعہ چیک	۵۰/-/-
قریشی عبد الرشید صاحب ربوہ منجانب خود	
والدہ صاحبہ خود	۲۰/-/-
بشارت احمد صاحب بشیر واقف زندگی	۵/-/-
بابو محمد اسمٰعیل صاحب معتبر ربوہ	۵/-/-
ملک غلام محمد صاحب زرگر جنڈ جھنگ	۵/-/-
مولوی عبد الرحمٰن صاحب مولویفاضل گوکھووال لائلپور	۵/-/-
عبد الرحمٰن صاحب ظفر گکرالی	۵/-/-
احمد دین صاحب گکرالی	۵/-/-
غلام حیدر صاحب سونگ کلاں	۵/-/-

—— (باقی) ——

مرکزی حکومت سے کہا گیا کہ جلسوں کی ممانعت کر دی گئی ہے

لیکن دراصل امتناعی حکم کی آڑ میں جلسے کرنے اور ان میں تقریریں کرنے کی زیادہ سے زیادہ آزادی دیدی گئی

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ!

(گذشتہ سے پیوستہ)

فیصلے کا نتیجہ

مرکزی حکومت سے کہا گیا ہے کہ تمام احمدی اور احرار جلسوں کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ کراچی میں یہ ایک بڑا فیصلہ نظر آتا ہے۔ اور اسے بنظرِ اطمینان دیکھا جاتا ہے۔ لیکن اس کے نتیجے پر غور فرمایئے۔ جلسے منعقد کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ غیر احرار اور غیر احمدیوں کو تقریر کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے کہ وہ جو بھی قابل نفرت بات کرنا چاہیں کریں۔ اور ان کے خلاف عام قانون کو بھی معطل کر دیا گیا۔ جامع مسجد سرگودھا کے مولوی محمد علی کو ان کے بلیک بورڈ سمیت بالکل تنہا چھوڑ دیا گیا۔ تاکہ وہ اس پر یہ لکھ سکیں کہ "لیاقت علی خاں نے اپنے دورہ امریکہ کے دوران میں روپیہ ناجائز طور پر صرف کیا تھا۔" چونکہ ان کا احرار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ کسے "معزز احرار" پیش کر سکتے ہیں۔ جو گوجرانوالہ میں تھے۔ جو سرگودھا میں۔ اور دو کا اضافہ آپ متفرق طور پر کر سکتے ہیں۔ آگے چل کر آپ دیکھیں گے کہ سیالکوٹ کے منظور احمد کو جو احمدیوں کے خلاف ایک کٹر کارکن ہے اور بشیر احمد خطیب جامع مسجد پسرور پر جو ایک کٹر احراری اور مقامی مجلس احرار کے صدر تھے۔ اور جنہیں ۱۹۳۲ء کی تحریک میں ایک مہینے کی سزا دی گئی تھی ستمبر ۱۹۵۲ء میں گلو شاہ کے میلے کے موقع پر اشتعال انگیز تقریریں کرنے پر بھی مقدمہ نہیں چلایا گیا۔ شاید اس لئے کہ وہ "چھوٹے آدمی" تھے۔

مزید نکتہ چینی

اس لئے اگر کوئی بدقسمت انسان احراری بھی ہے اور ممتاز احراری بھی۔ تو وہ مقدمے سے نہیں بچ سکتا لیکن فیصلہ نمبر ۲ اس کے آڑے آتا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے۔ کہ کوئی احراری یا احمدی کسی ایک ایسے جلسہ عام میں تقریر کرتا ہے جو اس کی پارٹی کے زیر اہتمام منعقد نہ ہوا ہو۔ تو حکومت کی منظوری پہلے سے حاصل کئے بغیر اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے یہ جانتے ہوئے۔ کہ امتناعی احکام جاری ہونے کے بعد احرار نے اپنے جلسے مسجدوں میں محدود کر دینے کی چال چلی تھی۔ یہ ایک سمجھ میں آنے والی بات ہے کہ کانفرنس میں شرکت کرنے والے کسی افسر کو یہ خیال نہیں آیا کہ احرار کسی اور سے جلسوں کا اہتمام کرائیں گے۔ اور وہ اس کا "ڈیفنس" کانفرنس یا کیا ہی کوئی دوسرا نام رکھ دیں گے۔ یہ ناقابل قیاس بات نہیں ہے۔ اس لئے ایک ایسی دنیا میں جس کی زیادہ تر باتوں کی بنیاد استدلال اور استنباط پر ہے۔ آسانی سے یہ دلیل پیش کی جا سکتی ہے کہ اس امتناعی حکم کی آڑ میں جلسے کرنے اور ان میں تقریریں کرنے کی زیادہ سے زیادہ آزادی دینا مقصود تھی۔ فیصلے کا اگر یہ مقصد نہیں تھا۔ تب بھی بیشک اس سے نتیجہ یہی برآمد ہوا۔

مسٹر دولتانہ سے مشورہ

ہوم سیکرٹری اپنے ذیل کے نوٹ کے ذریعہ ان فیصلوں کو مسٹر دولتانہ کے علم میں لائے۔

"وزیر اعلیٰ براہ کرم اپنی معلومات کے لئے ملاحظہ فرمالیں۔ کانفرنس میں جو فیصلے کئے گئے ہیں۔ وہ اس عام پالیسی کے مطابق ہیں۔ جس کی منظوری اور جس کا فیصلہ وزیر اعلیٰ پہلے ہی دے چکے ہیں۔ اس لئے وزیر اعلیٰ کی منظوری سے پہلے ہی یہ فیصلے تمام ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو بھیجے جا رہے ہیں۔ تاکہ وہ ضروری کارروائی کر سکیں۔"

وہ عام پالیسی کیا تھی۔ جس کی منظوری ... اور جس کا فیصلہ وزیر اعلیٰ پہلے ہی دے چکے تھے۔ مسٹر دولتانہ کہتے ہیں۔ کہ یہ وہی پالیسی ہے جو ۲۵ مئی کی کانفرنس میں طے کی گئی تھی۔ اور اس پالیسی پر ہوم سیکرٹری نے معمول کے مطابق متعلقہ افسروں سے تبادلہ خیال کر لیا ہوگا۔ چودھری فضل الٰہی کا کہنا ہے۔ کہ نتھیا گلی سے روانہ ہونے سے فوراً پہلے دو گھنٹے تک تبادلہ خیال کیا گیا تھا۔ مسٹر دولتانہ کے بیان میں اس الزام کی شدت سے تردید نہیں کی گئی ہے۔ لیکن حوالہ اگر ۲۵ مئی کے اس خط کا ہے۔ جس میں پالیسی بیان کی گئی تھی۔ تو یہ دونوں مزید فیصلے کیوں کئے گئے۔ جو اس سے پہلے کے فیصلوں کو عملی طور پر کالعدم قرار دیتے ہیں۔ مسٹر دولتانہ ان دونوں خطوط کو متضاد نہیں سمجھتے ان کا کہنا ہے۔ کہ ۵ جون کے خط میں صرف جلسوں ... کی ممانعت کی گئی تھی۔ لیکن انہیں جبر سے منتشر کرنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ لیکن دیکھئے تو خط میں کیا الفاظ استعمال کئے گئے ہیں:-

"کافی غور و خوض کے بعد حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ امن عامہ کا مفاد ملحوظ رکھتے ہوئے احرار اور احمدیوں کو کسی نام یا بھیس میں عام جلسے منعقد کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اس لئے کوئی پارٹی اگر جلسہ عام کرنے کا ارادہ کرے۔ تو آپ کو دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری کے تحت احتیاطی کارروائی کرنی چاہیئے"

ہمارے خیال میں یہ کہنا ایک غیر منطقی بات ہے۔ کہ اگرچہ مقصد یہ تھا۔ کہ جلسوں کو منعقد ہونے سے روکا جائے۔ لیکن پولیس اگر پانچ یا دس منٹ دیر میں پہنچے۔ اور دس پانچ آدمی پہلے ہی جمع ہو چکے ہوں۔ تو انہیں منتشر نہ کیا جائے۔ اس منطق کو اگر اور آگے لے جایا جائے۔ تو جلسے کے مراحل میں پولیس لوگوں کو جمع ہونے سے روک سکتی تھی جلسہ کے اگر دس پانچ آدمیوں کا جلسہ کر لینے پر مطمئن ہو۔ جو پہلے ہی جمع ہو چکے ہوں یا پولیس کے آنے سے پہلے جو لوگ جمع ہو چکے ہوں۔ انہیں کا جلسہ منعقد کر لیا جائے۔ تو انہیں ایسا کرنے دیا جائے گا۔

لیکن ۵ جولائی کو کانفرنس کرنے کی کیا ضرورت تھی ۱۹ء کے پیغام اور ۲۰ جون کے خط میں مسجدوں کا مسئلہ پہلے ہی آ چکا تھا۔ اور موٹے موٹے اصولوں کے سلسلے میں ۵ جون کا خط جس میں پالیسی بیان کی گئی تھی۔ ابھی تک نافذ تھا۔ اسی موقعہ پر وزیر اعلیٰ کی منظوری کے الفاظ کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ ان کا وزیر اعلیٰ سے خاص تعلق ہے۔ پالیسی کے متعلق اس سے پہلے وہ خط سے نہیں۔

یہ بھی ایک افسوسناک بات ہے۔ کہ دو گھنٹے کے اس تبادلہ خیال کے بارے میں نہ تو مسٹر غیاث الدین احمد سے سوالات کئے گئے اور نہ مسٹر انور علی سے۔ اس میں مسٹر یعقوب علی خان کی غلطی نہیں ہے۔ جس میں ہوم سیکرٹری کے نوٹ کے اس مفہوم کو جو صاف ظاہر ہے۔ جو ادا پیش کرنا تھا۔ بلکہ یہ چودھری فضل الٰہی کی بھی غلطی ہے جو اس کانفرنس کو ثابت کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن ان کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ مفہوم کافی واضح ہے۔ اور جب کہ ہم اشارہ کر چکے ہیں حالات ان کے حق میں ہیں۔

احرار کی یقین دہانی

یہ دور احرار کی "مشہور یقین دہانی" پر ختم ہوتا ہے کہ وہ امن قائم رکھیں گے۔ لیکن وہ اپنا طرز عمل ٹھیک نہیں رکھیں گے۔ لیکن اس پر بحث کرنے سے پہلے ہم ڈپٹی انسپکٹر جنرل کے ایک نوٹ کا حوالہ دینا چاہتے ہیں۔ جس سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ یقین دہانی سے پہلے احرار کے دل میں کیا تھا۔ اس وقت تک ماسٹر تاج الدین اور بعض دوسرے لوگ امتناعی احکام کی خلاف ورزی کے سلسلے میں گرفتار کئے جا چکے تھے ۵ جولائی ۱۹۵۲ء کو مسٹر انور علی نے ایک نوٹ لکھا تھا۔

"مولانا اختر علی خان آج مولوی غلام غوث سرحدی کے ساتھ آئے جو آج کل احرار کے صدر ہیں۔ ان کا مقصد یہ یقین دہانی دینا تھا کہ کوئی ایسی تقریر نہیں کی جائے گی جس سے نقص امن کا خطرہ ہو۔ بشرطیکہ وہ لوگ رہا کر دیئے جائیں جنہیں گرفتار کیا گیا ہے۔ اور دفعہ ۱۴۴ اٹھالی جائے۔ میں نے ان فیصلوں کی تشریح کی جو آج افسروں کے جلسے میں کئے گئے تھے۔ اور ان سے کہا۔ کہ حکومت ممکن ہے رہائی وغیرہ پر غور کرنے کے لئے تیار ہو جائے بشرطیکہ یہ دونوں رہنما معافی مانگ لیں۔ مولوی غلام غوث سرحدی نے کہا کہ ابھی تک ان کی پارٹی کو یقین ہے کہ ماسٹر تاج الدین صاحب کی غلطی نہیں ہے۔ اور اگر معلوم ہو جائے کہ حکومت اپنے فیصلے تبدیل نہ کرے گی تو وہ احرار سمجھوتہ کرنے پر زیادہ مائل ہو جائیں گے۔

حضرت مصلح موعود کا ارشاد

اس وقت تلوار کے جہاد کی بجائے تبلیغ اسلام کا جہاد ہر مومن پر فرض ہے۔ اس لئے آپ اپنے علاقہ کے جن مسلمان اور غیر مسلموں کو تبلیغ کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے پتہ جات روانہ کر دیجئے پتے خوشخط ہوں۔ ہم انکو مناسب لٹریچر روانہ کریں گے

عبد اللہ الٰہ دین سکندر آباد دکن

چین اور ہند کی مشترکہ کوششوں سے امن عالم کو تقویت پہنچے گی

نئی دہلی ۲۹ جون :- وزیر اعظم چین مسٹر چو این لائی نے ہندوستانی قوم کے نام جو ایک پیغام دیا ہے جسے آل انڈیا ریڈیو سے نشر کیا گیا۔ اس پیغام میں کہا گیا ہے۔ کہ مسٹر نہرو سے مذاکرات کے دوران میں ہم دونوں نے اس بات پر غور کیا۔ کہ تبت کے متعلق ہند اور چین کے معاہدہ میں جن اصولوں کو شامل کیا گیا۔ ان کا اطلاق ایشیا اور ساری دنیا کے موجودہ بین الاقوامی معاملات پر بھی کیا جائے۔

آج جب کہ ایشیا کے امن کو باہر سے خطرہ ہے ۹۶ کروڑ چینیوں اور ہندوستانیوں کا اتحاد امن عالم کے حق میں بڑی طاقت ہے۔ حال ہی میں دونوں ملکوں کے درمیان چین کے علاقہ تبت کے متعلق ایک معاہدہ ہوا ہے۔ اس میں دونوں ملکوں کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ باہمی تعلقات کے اصول یہ ہیں۔

(۱) ایک دوسرے کی علاقائی استحکام نیز خود مختاری کا احترام (۲) ایک دوسرے کے خلاف جنگ نہ کرنا (۳) ایک دوسرے کے داخلی معاملات میں عدم مداخلت (۴) مکمل مساوات (۵) باہمی فائدہ (۶) اور دونوں ممالک کی پُر امن بقا۔ سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے مسٹر چو این لائی نے کہا ہے۔ کہ یہ معاہدہ جو مذکورہ بالا اصولوں کی بنیاد پر ہوا مختلف اقوام کے درمیان مذاکرات کے ذریعہ اپنے مسائل حل کرنے کی ایک اچھی مثال ہے۔ میں نے وزیر اعظم نہرو سے جو گفتگو کی۔ اس میں ہم نے اس بات پر غور کیا کہ ان اصولوں کا ایشیا اور دنیا کے بین الاقوامی معاملات پر اطلاق کیا جائے مجھے پختہ یقین ہے۔ کہ ہند اور چین کی مشترکہ کوشش سے ایشیا اور دنیا میں امن کے مقصد کو تقویت پہنچے گی۔

نیپال اور امریکہ میں تعلیمی معاہدہ

کھٹمنڈو ۲۹ جون :- نیپال اور امریکہ کے درمیان ایک تعلیمی معاہدہ ہوا ہے جس کے تحت نیپال ۷ لاکھ اور امریکہ ۱۷ لاکھ ۲۳ ہزار ڈالر نیپال میں ابتدائی تعلیم کے اجراء کے لئے دے گا۔

دو اور احمدی نوجوانوں کی نمایاں کامیابی

برادرم احمد ابن رشید احمد صاحب و عبد المنان خان ابن ملک عبد المالک خان صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ لاہور نے میٹرک کے امتحان میں مسلم ہائی سکول نمبر ۱ لاہور سے علی الترتیب ۵۸۰ و ۶۴۵ نمبر لے کر نمایاں کامیابی حاصل کی دونوں طالب علم اپنے سکول میں اول و دوم رہے۔ احباب ان کی دینی و دنیاوی ترقی کے لئے دعا فرمائیں۔

(خاکسار منیر احمد اندرون موچی دروازہ لاہور)

پنجاب میں انتخابی جلسے منعقد کرنے کی اجازت ہوگی

جلسوں میں فرقہ وارانہ مسائل پر بحث نہ ہوگی

لاہور ۲۹ جون :- حکومت پنجاب کے قریبی حلقوں نے صوبہ کے بعض اضلاع میں جلسوں اور جلوسوں وغیرہ پر عائد کردہ پابندی کو جائز قرار دیتے ہوئے یہ بتایا ہے۔ کہ حکومت نہ تو انتخابی سرگرمیوں پر کوئی پابندی عائد کرنا چاہتی ہے۔ اور نہ ہی شہری آزادیوں کو کچلنا چاہتی ہے۔

ان حلقوں نے بتایا ہے کہ پابندی کا مقصد محض یہ تھا۔ کہ اضلاع کا امن خطرے میں نہ پڑے۔ اور سال گذشتہ کے واقعات کا اعادہ نہ ہونے پائے۔

ایک سرکاری ترجمان نے بتایا کہ جلسوں پر پابندی کو شہری آزادیوں پر پابندی تصور کرنا غلط ہے۔ حکومت انتخابی سرگرمیوں یا عام شہری آزادیوں میں کوئی مداخلت نہیں کرنا چاہتی ہے۔

سرکاری حلقوں سے معلوم ہوا ہے۔ کہ تمام ڈپٹی کمشنروں کو یہ ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ کہ وہ اس شرط پر انتخابی جلسوں کی اجازت دیدیں کہ جلسوں میں فرقہ وارانہ مسائل زیر بحث نہیں آئیں گے۔

لٹریچر کی ترقی کیلئے ایک بورڈ کا قیام

لاہور ۲۹ جون :- پنجاب کی حکومت نے صوبہ میں لٹریچر کی حوصلہ افزائی اور ترقی کے لئے پرانے ترجمہ بورڈ کی جگہ ایک نیا بورڈ قائم کیا ہے۔ نیا بورڈ لٹریچر کی ترقی کیلئے وسیع تر حدود میں کام کریگا ادب کے تحفظ مصنفین کی حوصلہ افزائی اور نمایاں ادبی خدمات

مسٹر چرچل کے جانشین کے طور پر مسٹر ایڈن کا تذکرہ!

واشنگٹن ۲۹ جون :- برطانوی مدبرین کے اعزاز میں پچھلے دنوں وائٹ ہاؤس میں جس دعوت کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس میں شرکت کرنے والے ممبران کانگرس کے درمیان یہ امر آج کل گفتگو کا موضوع بنا ہوا ہے۔ کہ مسٹر چرچل نے اپنے جانشین کے طور پر مسٹر ایڈن کا ذکر کیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مسٹر چرچل نے دوران گفتگو میں بتایا کہ چونکہ مسٹر ایڈن اس امر سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ برطانیہ اور امریکہ کے درمیان کن امور پر کامل اتفاق رائے ہے۔ اور کن امور پر

پاکستان کشمیر کا معاملہ جلد ہی حفاظتی کونسل میں پیش کردیگا

چوہدری محمد ظفر اللہ خان وزیر خارجہ کو واشنگٹن ٹھہرنے کی ہدایت

کراچی ۲۹ جون :- ہو سکتا ہے۔ کہ پاکستان مسئلہ کشمیر کو پھر حفاظتی کونسل میں پیش کرے۔ باخبر سیاسی حلقوں نے عندیہ ظاہر کیا ہے۔ کہ اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے حفاظتی کونسل کا اجلاس طلب کرنے کی درخواست کی جانے کی توقع ہے۔ وزیر خارجہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان کو جو نہری پانی کے تنازعہ کی بات چیت کے سلسلے میں واشنگٹن میں موجود ہیں۔ ہدایت کی گئی ہے کہ مسئلہ کشمیر کے متعلق سلامتی کونسل میں پاکستانی وفد کی قیادت کے لئے وہیں رہیں۔ باخبر حلقوں کا کہنا ہے کہ بھارت کی غیر مصالحانہ روش اور کشمیر میں بھارتی وعدوں کی خلاف ورزی کی بناء پر حکومت پاکستان کو حتمی طور پر یقین ہو گیا ہے۔ کہ وہ ریاست کو بہرحال اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتا ہے۔ وزیر اعظم محمد علی جو گذشتہ برس گرمجوشی سے محسوس کرتے تھے۔ کہ کشمیر کا جھگڑا باہمی گفت و شنید سے طے ہو سکتا ہے اب بھارتی وزیر اعظم کے خلوص و دیانت کی بابت تمام خوش فہمیوں اور توقعات کو خیرباد کہہ چکے ہیں۔ ریاست کو زیادہ سختی کے ساتھ اپنے چنگل میں پھنسانے کی حالیہ بھارتی کوششوں نے پاکستان کے اندیشوں کو اور زیادہ بڑھا دیا ہے۔ اور ثابت ہو گیا ہے۔ کہ بھارت رائے عامہ کی پرواہ کئے بغیر کشمیر کو ہڑپ کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے کشمیر کے ۴۰ لاکھ باشندوں کے بنیادی حقوق انسانی کی حفاظت کے لئے پاکستان کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ کہ ایک مرتبہ پھر بین الاقوامی ادارے سے انصاف کے لئے اپیل کی جائے۔

تیسری جنگ امریکہ کی سرزمین پر لڑی جائیگی

روسی جرنیل کا اظہار خیال

ماسکو ۲۹ جون :- ایک روسی جرنیل نے کہا ہے۔ کہ اگر امریکہ نے دنیا کو تیسری عالمگیر جنگ کے آگ میں جھونکا۔ تو اسے یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اب بلکہ اس کی اپنی سرزمین بھی اس کی زد سے محفوظ نہ رہ سکے گی۔ لفٹنٹ جنرل سکوطن نے انگریزی زبان کے روسی رسالے "نیو ٹائمز" میں ایک مضمون شائع کیا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں۔ کہ روس نے ایسی کوئی ذمہ داری قبول نہیں کی ہے۔ کہ وہ جارحیت کا خاتمہ کرنے کے سلسلہ میں بعض حملہ آوروں کو کچلنے سے مجتنب رہے گا۔ بیرونی ممالک میں امریکی اڈوں کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے وہ مزید لکھتے ہیں کہ دوسرے ملکوں میں امریکی اڈوں کے قیام کا یہ مطلب نہیں ہے۔ کہ امریکہ کی اپنی سرزمین جنگ کی لپیٹ میں نہیں آئے گی۔

ہے ان میں اختلاف ہے۔ اس لئے وہ وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالنے کے پوری طرح اہل ہیں۔

امریکہ اور برطانیہ کے درمیان خفیہ ایٹمی مذاکرات!

واشنگٹن ۲۹ جون :- گذشتہ ہفتہ کے دوران برطانیہ اور امریکہ کے ایٹمی ماہروں کے درمیان اس بارے میں خفیہ مذاکرات ہوئے۔ کہ زمانہ جنگ اور امن میں ایٹمی قوت کے استعمال کو ترقی دینے کے سلسلے میں دونوں قومیں کس حد تک اور کس طور پر ایک دوسرے کا ہاتھ بٹا سکتی ہیں۔

برطانوی ماہرین میں برطانیہ میں اٹومک انرجی اتھارٹی کے صدر سر ایڈون پلوڈن اور مسٹر ونسٹن چرچل کے ایٹمی امور کے مشیر لارڈ چرول شامل تھے۔ انہوں نے تعاون کی ممکنہ حدود کے بارے میں ایٹمی قوت کے امریکی کمیشن کے ممبران سے تبادلہ خیالات کیا۔ امریکی وفد کی رہنمائی مسٹر سٹراس کر رہے تھے۔ دونوں ملکوں کے ماہرین ایٹمی ترقیات کے بارے میں زیادہ گہرے تعاون کی ضرورت کے متعلق سفارشات ہی کر سکتے ہیں۔ لیکن اس امر کا فیصلہ کہ کس حد تک تعاون روا رکھا جائے خفیہ قوانین میں ترمیم کے بعد کانگرس ہی کر سکتی ہے۔ اس غرض کے لئے ایک ترمیمی بل پہلے ہی کانگرس میں پیش ہو چکا ہے۔ جس پر ابھی فیصلہ ہونا باقی ہے۔

تین اطالوی کوہ پیما ہلاک ہو گئے

کھٹمنڈو ۲۹ جون :- شمال مغربی نیپال کے "اپی" نامی پہاڑ پر چڑھنے والی اطالوی کوہ پیما جماعت کے متعلق اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ اس کے چار ممبران میں سے تین ہلاک ہو گئے ہیں۔ اور صرف پارٹی کے لیڈر ڈاکٹر پیٹرو غو لیٹنے زندہ بچے ہیں۔ دو ممبران کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ ۲۳۹۹۰ فٹ کی بلندی تک پہنچنے کے بعد ہلاک ہو گئے۔ اور پارٹی کا تیسرا رکن ایک چشمے میں ڈوب کر جاں بحق ہو گیا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۲